النسخ فی القرآن(۳)

تعریف' اقسام اور منسوخ آیات

کے بارے میں مروی روایات کی اسنادی حیثیت

حافظ نذیر احمد ہاشمی ☆

نسخ کی تیسری قسم وہ ہے کہ جس میں آیت کریمہ کی تلاوت منسوخ ہوگئی ہو مگر اس کا حکم باقی ہو۔ بعض لوگوں نے اس قسم کے متعلق یہ سوال پیش کیا ہے کہ آخر حکم کے باقی رہتے ہوئے تلاوت کو رفع کرنے میں کیا حکمت تھی اور کیا باعث تھا؟ اس کا جواب علامہ زرکشی نے علامہ ابن الجوزی سے یوں نقل کیا ہے:

قال صاحب فنون الافنان فی عجائب علوم القرآن انما کان کذلک لیظهر به مقدار طاعة هذه الامة فی المسارعة الی بذل النفوس بطریق الظن من غیر استفصال لطلب طریق مقطوع به فیسرعون بایسر شی ء' کما سارع الخلیل الی ذبح ولده بمنام والمنام ادنی طرق الوحی(۴۴)

''صاحب فنون الافنان نے عجائب علوم القرآن میں کہا ہے کہ اس طریقے سے امت محمدیہ کی مزید اطاعت گزاری اور فرماں برداری کا اظہار مقصود تھا اور یہ دکھانا تھا کہ کس طرح اس اُمت مرحومہ کے لوگ صرف ظن کے طریق سے بغیر اس کے کہ کسی مقطوع بہ طریق کی تفصیل طلب کریں' راہِ خدا میں بذل نفوس کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور ذرا سا اشارہ پاتے ہی (اس طرح مالی و بدنی

☆ لیکچرر عربک' قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

۴۴) البرهان فی علوم القرآن ' ج ۲' ص ۳۷

قربانی پر تیار ہو جاتے ہیں) جس طرح کہ ابراہیمؑ خلیل اللہ نے محض خواب دیکھنے کی بناء پر اپنے بیٹے کو راہِ خدا میں ذبح کرنے پر مسارعت کی تھی' حالانکہ خواب وحی کا ادنیٰ طریق ہے''۔

اس قسم کے منسوخ کی مثالیں بکثرت ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

۱) عن ابی موسیٰ الاشعری : انا کنا نقرء سورة کنا نشبهها فی الطول والشدة ببراءة فانسیتها غیر انی احفظ منها: لو کان لابن آدم وادیان من مال لا بتغی وادیا ثالثا ' ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب' وکنا نقرء سورة نشبهها باحدی المسبحات فانسیتها غیر انی حفظتُ منها : یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ فَتُکْتَبُ شَهادَةً فِیْ اَعْنَاقِکُمْ فَتُسْاَلُوْنَ عَنْهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ[۴۵]

''ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کی ایک ایسی سورت پڑھا کرتے تھے جس کو طوالت اور شدت میں ہم سورۂ براءۃ کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔ بعد میں وہ سورت مَیں بھول گیا اور اس میں سوائے مندرجہ ذیل کلمات کے مجھے کچھ بھی یاد نہیں رہا: ''لو کان لابن آدم وادیان من مال ......الخ''۔ (اسی طرح) ہم مسبحات کے مشابہ ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے' بعد میں وہ سورت میں بھول گیا اور اس میں سوائے مندرجہ ذیل آیات کے مجھے کچھ بھی یاد نہیں رہا: ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ ......﴾ الخ''

علامہ سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں اس قسم کی منسوخ آیات کی جو مثالیں ذکر کی ہیں یہاں میں ان ہی کی ذکر کردہ مثالیں نقل کرنے پر اکتفا کروں گا۔ پہلے ان کی ذکر کردہ احادیث کا تذکرہ کروں گا اور پھر حاشیہ میں ان کے راویوں کے بارے میں ماہرینِ علم اسماء الرجال کی آراء پیش کروں گا تا کہ ان کی روشنی میں ان احادیث کی اسنادی حیثیت کا تعین ہو سکے۔ علامہ سیوطی کی بیان کردہ پہلی مثال:

قال ابوعبید حدثنا اسماعیل بن ابراهیم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال : لیقولن احدکم قد اخذت القرآن کله وما یدریه ما کله قد

---

۴۵) صحیح مسلم ' کتاب الزکاة' باب کراهیة الحرص علی الدنیا

ذهب منه قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت منه ما ظهر (۴۶)

علامہ سیوطی کی بیان کردہ دوسری مثال:

حدثنا ابوعبید حدثنا عبد اللّٰہ بن صالح (۴۷) عن ھشام (۴۸) بن سعید عن زید (۴۹) بن اسلم عن عطاء (۵۰) بن یسار عن ابی واقد اللیثی قال: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا اوحی الیہ اتیناہ فعلمنا مما اوحی الیہ قال : فجئت ذات یوم فقال: ان اللّٰہ یقول :انا انزلنا المال لاقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ ولو ان لابن ادم وادیا لاحب ان یکون الیہ الثانی ولو کان لہ الثانی لاحب ان یکون الیھما الثالث ولا یملا جوف

۴۶) اس حدیث کا پہلا راوی ابوعبید ہے جس کے بارے میں علامہ ذہبی نے لکھا ہے "صاحب التصانیف فثقة مشھور". میزان الاعتدال 'ج۳' ص ۳۷۱

دوسرا راوی اسماعیل بن ابراہیم ہے۔ بقول علامہ ذہبی :الامام الحجة ...... وکان حافظاً فقیھا کبیرا القدر۔ میزان الاعتدال' ج ۱' ص ۲۱۶

تیسرا راوی ایوب ہے۔قال البخاری "ترکه ابن المبارک" وقال ابن معین "لا یکتب حدیثه" وقال النسائی والدارقطنی "متروک" وقال الازدی "کذاب". وقال عمرو بن علی "کان امیًا لا یکتب وھو متروک الحدیث ولم یکن من اھل الکذب کان کثیر الغلط والوھم" وقال ابوحاتم "ضعیف الحدیث واھی متروک". (تھذیب التھذیب ج۲'ص ۴۰۲)

چوتھا راوی نافع ہے۔الفقیه مولی ابن عمرؓ وقال الخلیلی : نافع من ائمة التابعین بالمدینة امام فی العلم متفق علیه صحیح الروایة منھم من یقدمه علی سالم ومنھم من یقارنه ولا یعرف له خطاً فی جمیع ماروواہ . تھذیب التھذیب' ج ۱۰' ص ۴۱۴

۴۷) قال صالح بن محمد :کان ابن معین یوثقه وعندی انه کان یکذب فی الحدیث وقال ابن المدینی : ضربت علی حدیثه وما اروی عنه شیئا وقال احمد بن صالح: متھم لیس بشیء وقال النسائی : لیس بثقة . ملخصاً من تھذیب التھذیب لابن حجر۔ دار الکتب العلمیه لبنان ج۵' ص ۲۳۰

۴۸) ھشام بن سعید : وثقه احمد وکان ابن معین لا یروی عنه ...... وقال النسائی :لیس به باس ووثقه ابن سعد. میزان الاعتدال مطبوعه' دار الکتب العلمیه لبنان ج۷' ص ۸۲

۴۹) زید بن اسلم (ثقة حجة ۔ قال عبید اللہ بن عمر : ما نعلم به باسا الا انه یفسر القرآن برأیه) میزان الاعتدال ج۳' ص ۱۴۵ و ۱۴۶

۵۰) عطاء بن یسار : قال ابن معین وابوزرعه والنسائی ثقة وقال ابن سعد کان ثقة کثیر

ابن ادم الا التراب ويتوب الله على من تاب.

علامہ سیوطی کی بیان کردہ تیسری مثال:

قال (ابوعبيد) حدثنا حجاج[51] عن حماد[52] بن سلمه عن علی[53] بن زيد عن ابی حرب[54] بن ابی بن الاسود عن ابی موسی الاشعری قال نزلت سورة نحو براءة ثم رفعت وحفظ منها ان الله سيؤيد هذا الدين باقوام لا خلاق لهم ولو ان لابن ادم واديين من مال لتمنى واديا ثالثا ولا يملاء جوف ابن ادم الا التراب ويتوب الله على من تاب.

علامہ سیوطی کی بیان کردہ چوتھی مثال:

وقال (ابوعبيد) حدثنا اسماعيل[55] بن جعفر عن المبارک[56] بن

☜ الحديث ـ تهذيب التهذيب لابن حجر مطبوعه دار الكتب العلمية لبنان ج۷، ص ۱۸۹

۵۱) حجاج: قال علی بن المدينی والنسائی ثقة ـ قال ابن سعد كان ثقة صدوقا ان شاء الله وقد وثقه ايضاً مسلم والعجلی وابن قانع ومسلم بن قاسم وذكره ابن حبان فی الثقات . تهذيب التهذيب لابن حجر ج۲، ص ۲۰۵

۵۲) حماد بن سلمه: قال الساجی :كان حافظا ثقة ماموناً وقال ابن سعد :كان ثقةً كثير الحديث وقال العجلی : ثقة رجل صالح حسن الحديث ان النسائی سئل عنه فقال ثقة، تهذيب التهذيب ج۳، ص ۱۵

۵۳) علی بن زيد: قال صالح بن احمد عن ابيه ليس بالقوی، وقال معاوية بن صالح عن يحيى ضعيف، وفی رواية الدوری ليس بحجة، وقال مرّة ليس بشیء ، تهذيب التهذيب، ج۷، ص ۳۲۲

۵۴) ابی حرب بن ابی بن الاسود: ذكره ابن سعد فی الطبقة الثانية من قراء اهل البصرة وقال كان معروفاً وله احاديث وذكره ابن حبان فی الثقات، وقال ابن عبد البر ثقة، تهذيب التهذيب ج۱۲، ص ۷۰

۵۵) (اسماعيل بن جعفر) قال احمد وابوزرعه والنسائی :ثقة وقال ابن معين: ثقة ، تهذيب التهذيب، ج ۱، ص ۲۸۷

۵۶) المبارک بن فضيله: مبارک بن فضیلہ کی توثیق وتضعیف میں محدثین کی آراء مختلف ہیں۔

(اگلے صفحہ پر)

فضيلة عن عاصم (۵۷) بن ابی النجور عن زرّ (۵۸) زيد بن حبيش قال لی ابی بن كعب كاين تعد سورة الاحزاب؟ قلت اثنين وسبعين آية او ثلاثة وسبعين آية قال ان كانت لتعدل سورة البقرة وان كنا لنقرء فيها آية الرجم قلت وما آية الرجم؟ قال "اِذَا زنٰى الشَّيۡخُ وَالشَّيۡخَةُ فَارۡجُمُوۡهُمَا اَلۡبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ".

علامہ سیوطی کی بیان کردہ پانچویں مثال:

قال حدثنا عبد الله (۵۹) بن صالح عن الليث (۶۰) عن خالد (۶۱) بن يزيد عن سعيد (۶۲) بن هلال عن مروان (۶۳) بن عثمان عن ابی امامة

قال عبد الله بن احمد : سالت ابن معين عن المبارک فقال : ضعيف الحديث. وقال ابن ابی خثيمة عن ابن معين: ثقة. وقال ابو زرعة : بدلس كثيرا فاذا قال حدثنا فهو ثقة وقال النسائی : ضعيف . وذكره ابن حبان فی الثقات وكان عسفان يرفعه ويوثقه . تهذيب التهذيب ج۱۰، ص ۳۰

۵۷) عاصم بن ابی النجود: قال يحيی القطان : ما وجدت رجلا اسمه عاصم الاوجدته ردی الحفظ. وقال النسائی : ليس بحافظ. وقال الدارقطنی : فی حفظ عاصم شیء وقال ابوحاتم : محله الصدق وقال ابن خراش ، فی حديثه نكرة قلتُ هو حسن الحديث. وقال احمد وابوزرعة : ثقة خرج له الشيخان لكن مقروناً بغيره لا اصلا وانفراداً ميزان الاعتدال للذهبی (مطبوعه دار الكتب العلمية، ج۴، ص ۱۴

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: قال ابن سعيد : كان ثقة الا انه كان كثيرا لخطاء فی حديثه وقال عبد الله بن احمد عن ابيه: كان رجلا صالحا قارئا للقرآن واهل الكوفة يختارون قراءته وانا اختارها وكان خيرا ثقة ...... وقال ابن معين : لا باس به. وقال العجلی: صاحب سنة وقراءة وكان ثقة رأسا فی القراءة ...... وقال يعقوب بن سفيان: فی حديثه اضطراب وهو ثقه ...... قال ابوزّرعة : ثقة وقال ابن علية :كل من اسم عاصم سيیء الحفظ . وقال النسائی: ليس به باس وقال العقيلی :لم يكن فيه الا سوء الحفظ. وقال الدارقطنی : فی حفظه شیء. تهذيب التهذيب ،ج۵، ص ۳۷

۵۸) زر بن حبيش: قال ابن معين :ثقة، وقال ابن سعد :كان ثقة كثيرا لحديث، تهذيب التهذيب، ج۳، ص ۳۲۱

۵۹) عبد الله بن صالح، تقدم ذكره

(دیکھئے اگلے صفحہ پر)

بن سهل ان خالته[۶۴] قالت لقد اقرء نا رسول الله صلی الله علیه وسلم آیة الرجم "الشیخ والشیخة فارجموهما بما قضیا من اللذة".

آیاتِ منسوخہ کی تیسری قسم منسوخ التلاوۃ دون الحکم آیات کے بارے میں بطور امثلہ علامہ سیوطی کی پیش کردہ روایات اوران کی اسنادی حیثیت کے بارے میں جرح و تعدیل کے ماہرین کی آراء آپ نے ملاحظہ فرمائیں جن سے معلوم ہوا کہ آیاتِ منسوخہ کی اس قسم کے بارے میں ان کی پیش کردہ روایات کا وہ مقام نہیں ہے کہ ان کی بنیاد پر قرآن مجید کی کسی آیت کا ثبوت کیا جا سکے' کیونکہ ایک طرف تو وہ اخبار احاد ہیں جن سے زیادہ سے زیادہ ظن غالب کا ثبوت ہوتا ہے' اور ظاہر ہے کہ جن احادیث سے ظن غالب کا ثبوت ہو اُن کو قرآن مجید کی آیات (قطعی الثبوت' قطعی الدلالۃ) کے اثبات کے لئے بنیاد کیونکر بنایا جاسکتا ہے۔

دوسری طرف ان کی پیش کردہ تقریباً ہر روایت کے سلسلہ سند میں کوئی نہ کوئی ضعیف راوی بھی موجود ہے۔لہٰذا میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ علامہ سیوطی کی پیش کردہ روایات کی بنیاد پر قرآن مجید کی آیات کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔

(وضاحت) علامہ موصوف کی پیش کردہ روایات میں کچھ روایات کا تعلق

---

۶۰) اللیث : لیث بن سعد احد الاعلام والائمة الاثبات ثقة حجة بلا نزاع میزان الاعتدال' ج۳' ص ۱۴۲

۶۱) خالد بن یزید : قال ابوزرعة والنسائی :ثقة وقال ابوحاتم: لا باس به وذکره ابن حبان فی الثقات وقال العجلی: ثقة وقال یعقوب بن سفیان مصری: ثقة. تهذیب التهذیب' ج۳' ص ۱۲۹ -

۶۲) سعید بن ابی هلال : قال ابو حاتم :لا باس به . قال بن سعد :ثقة ان شاء الله تعالی وقال الساجی :صدوق . وقال العجلی : ثقة ووثقه ابن خزیمة والدارقطنی والبیهقی والخطیب وابن عبد البر وغیرهم' تهذیب التهذیب' ج۴' ص ۹۵

۶۳) مروان بن عثمان : قال ابو حاتم :ضعیف. وذکره ابن حبان فی الثقات' تهذیب التهذیب' ج۱۰' ص ۹۵

۶۴) خالتہ مجہول ہے۔

سزائے رجم سے بھی ہے۔ اس سلسلے میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ زانی محصن اور زانیہ محصنہ کے لئے جہاں تک سزائے رجم کا تعلق ہے تو میں اس کا قائل ہوں' کیونکہ رجم کا ثبوت احادیث متواترہ سے ہے۔ چنانچہ نو صحابہ کرام کی روایات تو صرف صحیح بخاری میں موجود ہیں' یعنی حضرت علیؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عبداللہ بن عباسؓ' حضرت عبد اللہ بن عمرؓ' حضرت ابو ہریرہؓ' ام المؤمنین حضرت عائشہؓ' حضرت جابرؓ' حضرت زید بن خالد جہنی اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (٦٥)

صحیح مسلم میں ان صحابہ کرام کے علاوہ درج ذیل چھ صحابہ سے احادیث رجم مروی ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامت' حضرت براء بن عازب' حضرت بریدہ' حضرت جابر بن سمرہ' حضرت ابو سعید خدری اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہم۔ (٦٦)

صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں مزید درج ذیل صحابہ کرام سے یہ روایات مروی ہیں۔ حضرت وائل بن حجر' ابی بن کعب' زید بن ثابت' عبداللہ بن مسعود' انس بن مالک' عبداللہ بن حارث' سہل بن سعد' قبیصہ بن حریث' ابو برزہ اسلمی' ابو بکر صدیق' ابو ذر' ابو بکرہ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم (٦٧)

احادیث رجم چونکہ متواتر ہیں لہٰذا ان سے آیت جلد کی تخصیص کی جا سکتی ہے۔ البتہ مجھے اس بات کے تسلیم کرنے میں تامل ہے کہ رجم کا ثبوت قرآن مجید سے کیا جائے اور اس کے لئے بطور دلیل "الشیخ والشیخة ......" کی آیت بیان کرکے اس کی تلاوت منسوخ اور حکم باقی رکھنے کا قول کیا جائے۔ اگر رجم کا ثبوت قرآن مجید سے نہیں ہے تو پھر ان صحیح روایات کا مفہوم کیا ہے کہ جن سے صراحتاً یا ضمناً "الشیخ والشیخة ......" کے آیت قرآن ہونے کا ثبوت ہے۔ لہٰذا پہلے میں وہ صحیح روایات نقل کروں گا اور پھر ان کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کروں گا۔

---

٦٥) صحیح بخاری' ج۴' ص ١٠٠٦ تا ١٠١١

٦٦) صحیح مسلم' کتاب الحدود' باب حد الزانی

٦٧) الفتح الربانی' ج١٦' ص ٥٨ تا ١٠٠' مجمع الزوائد ج٦' سنن بیهقی' ج٨

اس سلسلے کی پہلی حدیث:

"عن ابی هریرة وزید بن خالد قالا کنا عند النبی صلی الله علیه وسلم فقام رجل فقال انشدک الاقضیت بیننا بکتاب الله فقام خصمه وکان افقه منه فقال اقض بیننا بکتاب الله وائذن لی قال قل قال ان ابنی کان عسیفا علی هذا فزنی بامرء ته فافتدیت منه بمائة شاة و خادم ثم سالت رجالا من اهل العلم فاخبرونی ان علی ابنی جلد مائة وتغریب عام وعلی امرء ته الرجم فقال النبی صلی الله علیه وسلم لاقضین بینکما بکتاب الله المائة الشاة والخادم رد علیک وعلی ابنک جلد مائة وتغریب عام واغد یا انیس علی امرء ة هذا فان اعترفت فارجمها فعدا علیها فاعترفت فرجمها"(۶۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو سو کوڑے لگانے اور دوسرے کو سنگسار کرنے کی سزا دی اور دونوں سزاؤں کو قضاء بکتاب اللہ فرمایا' حالانکہ آیت سورۃ النور میں صرف کوڑوں کی سزا کا ذکر ہے' سنگساری کی سزا مذکور نہیں۔ تو ضمناً معلوم ہوا کہ سنگساری کی سزا پر مشتمل کوئی آیت کریمہ قرآن مجید میں موجود تھی جس کی تلاوت بعد میں منسوخ ہوگئی۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دونوں سزاؤں کو قضاء بکتاب اللہ فرمانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوڑوں کی سزا کی طرح سزائے رجم پر مشتمل کوئی آیت کریمہ قرآن مجید میں موجود تھی جو بعد میں منسوخ التلاوۃ ہوگئی' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ؐ کو جو اس آیت (جلد) کی مکمل تفسیر وتشریح اور تفصیلی حکم جو بذریعہ وحی اللہ عزوجل نے بتلا دیا تھا وہ سارا کتاب اللہ ہی کے حکم میں ہے گو اس میں سے بعض حصہ کتاب اللہ میں مذکور اور متلو نہیں۔(۶۹)

دوسری حدیث:

---

۶۸) صحیح البخاری' باب الاعتراف بالزنا

۶۹) معارف القرآن' جلد ششم' زیر آیت الزانیة والزانی

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت فاروقِ اعظمؓ کا خطبہ بروایت ابن عباس مذکور ہے۔ صحیح مسلم کے الفاظ درج ذیل ہیں:

قال عمر بن الخطاب وهو جالس على المنبر ان الله بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق وانزل عليه الكتاب فكان مما انزل الله عليه آية الرجم قرأناها ووعيناها وعقلناها فرجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمنا بعده فاخشى ان طال بالناس زمان ان يقول قائل ما نجد الرجم فى كتاب الله تعالى فيضلوا بترك فريضة انزلها الله وان الرجم فى كتاب الله حق على من زنا اذا احصن من الرجال والنساء اذا قامت البينة او كان الحبل او الاعتراف(۷۰)

''حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا' جبکہ وہ منبر پر تشریف فرما تھے' کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق دے کر بھیجا اور آپؐ پر کتاب نازل فرمائی' تو جو کچھ کتاب اللہ میں آپ پر نازل ہوا اس میں آیت رجم بھی ہے جس کو ہم نے پڑھا' یاد کیا اور سمجھا' پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد رجم کیا اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ زمانہ گزرنے پر کوئی یوں نہ کہنے لگے کہ ہم رجم کا حکم کتاب اللہ میں نہیں پاتے تو وہ ایک دینی فریضہ چھوڑنے سے گمراہ ہو جائیں گے جو اللہ نے نازل کیا ہے۔ اور سمجھ لو کہ رجم کا حکم کتاب اللہ میں حق ہے اس شخص پر جو مَردوں اور عورتوں میں سے محصن ہو جبکہ اس کے زنا کرنے پر شرعی شہادت قائم ہو جائے یا حمل اور اعتراف پایا جائے۔''

یہ روایت صحیح بخاری میں زیادہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ جبکہ نسائی میں اس روایت کے بعض الفاظ یہ ہیں:

انا لا نجد من الرجم بدا فانه حد من حدود الله الا وان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد رجم ورجمنا بعده ولو لا ان يقول قائلون ان عمر زاد فى كتاب الله ماليس فيه لكتبت فى ناحية المصحف.

''زنا کی سزا میں ہم شرعی حیثیت سے رجم کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ وہ اللہ کی

---

۷۰) صحيح مسلم' كتاب الحدود' باب حد الزنا

حدود میں سے ایک حد ہے۔ خوب سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رجم کیا اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد رجم کیا۔ اور اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ کہنے والے کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھا دیا تو میں قرآن کے کسی گوشے میں بھی اس کو لکھ دیتا''۔

حضرت فاروق اعظم کے اس خطبے سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ رجم کے حکم کی کوئی مستقل آیت ہے جو سورۃ النور کی اس آیت (آیت جلد) کے علاوہ ہے' مگر صحیحین اور نسائی کی مذکورہ بالا روایت میں انہوں نے اس کے الفاظ نہیں بتلائے کہ کیا تھے' اور نہ یہ فرمایا کہ اگر وہ اس آیت نور کے علاوہ کوئی مستقل آیت ہے تو قرآن میں کیوں نہیں اور کیوں اس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ صرف اتنا فرمایا کہ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھ پر کتاب اللہ میں زیادتی کا الزام لگائیں گے تو میں اس آیت کو قرآن کے حاشیہ پر لکھ دیتا۔

ان روایات پر مفتی محمد شفیع صاحب کا تبصرہ نقل کرنے سے پیشتر میں حضرت عمرؓ کے مذکورہ خطبے کے بارے میں موطا امام مالک کی روایت نقل کروں گا جس میں حضرت عمرؓ نے صراحتاً اس آیت رجم کے الفاظ بھی بتلائے ہیں۔

..... ثم قال ایاکم ان تھلکوا عن آیۃ الرجم ان یقول قائل لا نجد حدین فی کتاب اللہ فقد رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا والذی نفسی بیدہ لو لا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبتھا "الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ"(۷۱)

''پھر انہوں نے کہا کہ آیت رجم سے (اعراض کر کے) ہلاکت میں نہ پڑنا کہ مبادا کوئی کہے کہ دو حد ہمیں کتاب اللہ میں نہیں ملتے۔ سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی رجم کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا تو میں اس کو لکھ دیتا' 'الشیخ والشیخۃ اذا زنیا

۷۱) موطا امام مالک' کتاب الحدود' باب ما جاء فی الرجم

فارجموھما''

مفتی محمد شفیع صاحب حضرت عمر فاروق ؓ کے اس خطبہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس روایت میں یہ بات قابل غور ہے کہ اگر وہ واقعی قرآن کی کوئی آیت ہے' اور دوسری آیات کی طرح اس کی تلاوت واجب ہے تو فاروق اعظم نے لوگوں کی بدگوئی کے خوف سے اس کو کیسے چھوڑ دیا جبکہ ان کی شدت فی امر اللہ مشہور و معروف ہے؟ پھر صحیحین اور نسائی کی روایت میں تو انہوں نے یہ فرمایا کہ ''میں اس کو قرآن کے حاشیہ پر لکھ دیتا'' یہ نہیں فرمایا کہ میں اس آیت کو قرآن میں داخل کر دیتا۔'' انتہی

مؤطا کی روایت میں اگرچہ اس آیت کے بارے میں قرآن کے حاشیہ پر نہیں بلکہ اس کے قرآن مجید میں لکھنے کا انہوں نے فرمایا تھا' لیکن آخر سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عمرؓ جیسا جری اور شدید فی امر اللہ (بجوائے حدیث نبوی: وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ '' شخص محض لوگوں کی بدگوئی سے قرآن مجید میں اس آیت کے اندراج سے کیسے رک گیا۔ (مضمون نگار)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:

''یہ سب امور اس کے قرائن ہیں کہ حضرت فاروق اعظم نے سورۃ النور کی آیت جلد کی جو تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی جس میں آپ نے سو کوڑے لگانے کے حکم کو غیر شادی شدہ مرد و عورت کے ساتھ مخصوص فرمایا اور شادی شدہ کے لئے رجم کا حکم دیا' اس مجموعی تفسیر کو اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعامل کو کتاب اللہ اور آیت کتاب اللہ سے تعبیر فرمایا' اس معنی میں کہ آپ کی یہ تفسیر و تفصیل بحکم کتاب اللہ ہے' وہ کوئی مستقل آیت نہیں' ورنہ حضرت فاروقِ اعظم کو کوئی طاقت اس سے نہ روک سکتی کہ قرآن کی جو آیت رہ گئی اس کو اس کی جگہ لکھ دیں۔ حاشیہ پر لکھنے کا جو ارادہ ظاہر فرمایا تھا وہ بھی اسی کی دلیل ہے کہ درحقیقت وہ کوئی مستقل آیت نہیں بلکہ آیت سورۃ النور کی تشریح میں کچھ تفصیلات ہیں۔ اور بعض روایات میں جو اس جگہ ایک مستقل آیت کے الفاظ مذکور ہیں وہ اسناد و ثبوت کے اعتبار سے اس درجہ میں نہیں کہ اس کی بناء پر قرآن میں اس کا اضافہ کیا جا سکے۔ حضرات فقہاء نے جو اس کو منسوخ التلاوۃ

دون الحکم ہی مثال میں پیش کیا ہے وہ مثال ہی کی حیثیت میں ہے' اس سے
درحقیقت اس کا آیت قرآن ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سورۃ النور کی آیت مذکورہ میں جو زانیہ اور زانی کی سزا سو کوڑے لگانا مذکور ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی مکمل تشریح وتصریح کی بنا پر غیر شادی شدہ لوگوں کے لئے مخصوص ہے اور شادی شدہ کی سزا رجم ہے۔ یہ تفصیل اگرچہ الفاظِ آیت میں مذکور نہیں مگر جس ذاتِ اقدس پر یہ آیت نازل ہوئی خود ان کی طرف سے نا قابل التباس وضاحت کے ساتھ یہ تفصیل مذکور ہے۔ اور صرف زبانی تعلیم و ارشاد ہی نہیں بلکہ متعدد بار اس تفصیل پر عمل بھی صحابہ کرام کے مجمع کے سامنے ثابت ہے اور یہ ثبوت ہم تک تواتر کے ذریعے پہنچا ہوا ہے۔ اس لئے شادی شدہ مرد وعورت پر سزائے رجم کا حکم درحقیقت کتاب اللہ ہی کا حکم اور اسی کی طرح قطعی اور یقینی ہے۔ اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ سزائے رجم کتاب اللہ کا حکم ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ سزائے رجم سنت متواترہ سے قطعی الثبوت ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ سے یہی الفاظ منقول ہیں کہ رجم کا حکم سنت سے ثابت ہے اور حاصل دونوں کا ایک ہی ہے۔ (۷۲)

---

۷۲) معارف القرآن' جلد ششم' سورۂ نور' زیر آیت جلد